بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

چودھویں صدی ہجری رختِ سفر باندھ چکی اور پندرہویں نے اپنی آمد کے شادیانے بجانے شروع کر دیئے ہیں ایسے عالم میں مختلف اسلامی تنظیموں اور ملکوں نے پندرہویں صدی ہجری کی تقریبات منانے کا فیصلہ و اعلان کیا ہے، کہ آغاز صدی پر شکرانے ادا کیے جائیں گے مجالس بپا ہوں گی بزمیں آراستہ کی جائیں گی اہلِ نظر، اہلِ فکر، اہلِ زبان اور اہلِ قلم اکٹھا ہوں گے پچھلے واقعات دہرائیں گے، آئندہ کے لیے منصوبے باندھیں گے، اور کوشش یہ کی جائے گی کہ ماضی کی غلطیوں پر پردہ ڈالا جائے لغزشوں کا اخفا ہو، کوتاہیوں سے صرف نظر کیا جائے اور ناکامیوں نامرادیوں اور مسلمانوں کو درپیش مصائب و مشکلات سے گریز کرتے ہوئے کچھ سخت و اتفاق اور کچھ تشنہ و نامکمل کامرانیوں اور کامیابیوں کے ڈھول پیٹے جائیں درآنحالیکہ زندہ قومیں بلندیوں سے ہمکنار ہونے کے لیے اپنی غلطیوں کا کڑا احتساب اور اپنے ماضی کی سخت جانچ پرکھ کرتی ہیں کہ ان کی روشنی میں اپنے مستقبل کو سنوارا اور نکھارا جائے، اور اقوام مغرب نے اسی اصول کی روشنی میں اپنے تاریک اور فرسودہ ماضی کو روشن اور تابناک حال اور مستقبل میں تبدیل کیا ہے۔

یورپین لوگ بے علم تھے، علم سے بہرہ ور ہوئے، جاہل اور گنوار تھے، متمدن اور مہذب بنے، مفلسی ناتوانی اور ذلتوں کا شکار تھے، مسلسل محنت جدوجہد اور تگ و تاز سے تونگر مالدار اور عزیزِ جہان بن گئے، کبھی دمشق، بغداد، قاہرہ اور قرطبہ کے مقابلہ میں پیرس، لنڈن اور روم پسماندگی درماندگی اور بے مائگی کا شکار تھے اور پھر اپنے باسیوں کے مضبوط ارادوں، توانائیوں اور کڑے احساس سے بلندیوں سے ہمکنار ہو گئے۔

اور ہم کہ چودہ سو برس پیشتر سرورِ گرامیؐ کے فیضِ محبت سے ہمدوشِ ثریا اور ہم عنانِ آسمان تھے روم و یونان ہمارے باجگزار اور روشنیاں ہمارے ہم رکاب تھیں، ایشیا، افریقہ اور یورپ ہمارے تمدن اور ہماری تہذیب کی جلوہ گاہ اور ہماری ثقافت اور ہمارے کلچر کی آماجگاہ تھی۔ اور چشمِ کائنات ہر لمحہ ہر آن، ہمارے جنبشِ ابرو کی منتظر اور کائنات ہماری پیروی کی آرزومند تھی، ساحلِ نیل سے خاک کاشغر

اور اندلس اور مراکش کے سبزہ زاروں سے ہمالہ کے لالہ تزاروں تک ہماری سلطنت کی بساط اور ہماری حکمرانی کی حدود پھیلی ہوئی تھیں۔

ہم کہ اس سب کچھ کے مالک تھے اپنے مالک وخالق کی نافرمانی اور اپنے ہادی ومرشد کی بغاوت سے ان تمام عظمتوں سے الگ اور تمام نعمتوں سے محروم کر دیئے گئے، کبھی دولت وتونگری ہمارے دروازوں پر دستک دیا کرتی تھی اور آج ہم نے ان کے دروازے کی گدائی شروع کی اور فقر وافلاس نے اس طرح ہمارے درمیان ڈیرے ڈال دیئے کہ ان کی رخصتی کی توقع ہی عبث ٹھہری نکبت وذلت ہمارا لازمہ قرار پائی اور پستی ودرماندگی ہمارا نصیبہ اور مقدر۔

صدیوں پہ صدیاں بیت گئیں اور قرن پر قرن گذرتے گئے لیکن ہمارے احوال میں کوئی تغیر نہیں آیا، آخر سن چودھویں صدی کے وسط میں ہمیں اپنی کوتاہیوں اور اپنی رسوائیوں کے اسباب کا ادراک ہوا، بزرگ وبرتر غفار وستار پروردگار کے سامنے سربہ خاک ہوئے، اپنے کوٹھوں پہ اذانیں دیں، گلیوں میں رب کی بڑائی اور کبریائی کے نعرے بلند کیے، ماضی تابناک کو آوازیں دیں اور حال و استقبال کو تابدار بنانے لگے۔

رب لم یزل اور لا یزال نے خوابیدہ بختوں کو بیدار اور اپنی رحمتوں کا سزاوار کیا اور نقشہ عالم پہ پھر اسلام کا پرچم ہولے ہولے لہرانے لگا۔ اور اب جبکہ چودھویں صدی ہجری ہم سے جدا ہو رہی ہے بدقسمتی سے وہ جذبہ بھی ہم سے رخصت ہو رہا ہے جن کی بنا پر ہم ایسے ایشیا اور افریقہ میں بسنے والے لاتعداد مسلمانوں کو آزادی اور رفعت ملی تھی۔

امت مسلمہ سے وابستگی کے بلند بانگ دعوؤں کے برعکس اسلامیان عالم کی زندگیاں عملاً اسلام سے دور ہٹتی جا رہی ہیں خود پاکستان کبھی عفت، طہارت، عصمت اور پاکیزگی کا گہوارہ تھا آئے دن کے واقعات اور حالات اس کے اس اعزاز وافتخار کو گہنوائے دے رہے ہیں۔ بے حجابی اور بے حیائی کہ بے حجابی کا لازمہ ہے ہمارے معاشرہ کا حصہ بنتی جارہی ہے اچھے اچھے گھرانے اس کے اسیر اور اس کی ترکتازیوں کے نخچیر ہو چکے ہیں۔

دین سے عملی محبت اور دینی قدروں سے حقیقی تعلق وپیار مفقود ہوتا جا رہا ہے اور کچھ یہی کیفیت عالم اسلام کے دوسرے ملکوں کی ہے۔

ایسی حالت میں پندرہویں صدی ہجری کی تقریبات مناتے ہوئے ہمیں اس پر بھی غور کرنا ہوگا کہ ماضی میں ہمارے زوال کا سبب کیا تھا؟ اور حال میں ہماری تباہی کا باعث کیا ہے؟ اور ہمارے مستقبل کی تابداری میں کونسی چیز حائل ہے؟

ہمیں ایک مسلمان ہونے کے ناطے اس بات کا یقین رکھنا چاہیئے کہ ہمارا عروج اور ہمارا زوال اور قوموں سے قدرسے مختلف اپنے دین کے ساتھ وابستگی میں پوشیدہ ہے کہ دین سے تعلق بلندی اور دین سے دُوری زوال کی علامت ہے۔

اور جب تک ہم اس کا ادراک نہیں کرتے ہم اپنے آپ اور تاریخ سے انصاف نہیں برت سکتے۔

مارشل لا کے جدید دور کے بعد جہاں حکومت نے بعض بہت اچھے اقدام کیے وہاں اس بات کی بھی سخت ضرورت ہے کہ ان پرچوں کا بھی احتساب کیا جائے جو دین کا نام لے کر اختلاف رائے اور اختلاف فکر کو دریدہ دہنی الزام تراشی اور بہتان طرازی کے قالب میں ڈھال کر اپنے مخالفین کو سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے متعدد جرائد و رسائل ایسے پڑے ہیں جن میں مخالفین کے لیے انتہائی اشتعال انگیز اور دشنام آمیز زبان استعمال کی گئی ہے۔

یہ بات بڑی شرمناک ہے کہ نام دین کا لیا جائے اور زبان وہ استعمال کی جائے کہ اسلام تو اسلام دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی اخلاقی اور روحانی اقدار رکھنے والا فکر بھی اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔